بدعت

تعریف، اقسام اور احکام

تالیف

فضیلۃ الشیخ صالح بن فوزان الفوزان

ترجمہ

اسرار الحق عبید اللہ

نظر ثانی

مشتاق احمد کریمی　　　محمد اسمٰعیل عبد الحکیم

مکتب دعوت وتوعیۃ الجالیات ربوہ، ریاض

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہر قسم کی تعریف اس پروردگار جہاں کے لئے ہے جس نے ہمیں پیروی کا حکم دیا ہے اور بدعت سے روکا ہے اور اللہ تعالیٰ رحمت وسلامتی نازل فرمائے ہمارے نبی جناب محمد ﷺ پر جنہیں اس لئے بھیجا تاکہ ان کی اطاعت وفرمانبرداری کی جائے اور درود وسلام نازل ہو آپ کی آل پر اور آپ کے اصحاب اور تمام متبعین پر۔

امابعد……

بدعت کی اقسام اور اس سے باز رہنے کے بیان میں یہ چند فصلیں ہیں، جن کے لکھنے میں اللہ، اس کی کتاب، اس کے رسول، ائمہ مسلمین اور عام مسلمانوں کے لئے خیر خواہی کا جذبہ کارفرما ہے۔

پہلی فصل

بدعت کی تعریف، اقسام اور اس کے احکام

تعریف: لغوی تعریف

یہ بدع سے لیا گیا ہے جس کا معنی ہے کسی چیز کا ایسے طریقے پر ایجاد کرنا جس کی پہلے کوئی مثال نہ ہو اور اسی سے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿بَدِيْعُ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ﴾ (البقرۃ: ۱۱۷)

"یعنی ان کا ایجاد کرنے والا ایسے طریقے پر جس کی پہلے کوئی مثال نہیں ہے۔"

اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان:

﴿قُلْ مَا كُنْتُ بِدَعاً مِّنَ الرُّسُلِ﴾ (الاحقاف: ۹)

"یعنی میں اللہ کی جانب سے بندوں کی طرف پیغام لانے والا پہلا انسان نہیں ہوں، بلکہ مجھ سے پہلے بہت سے رسول گذر چکے ہیں۔"

اور مثل ہے: اِبْتَدَعَ فُلاَنٌ بِدْعَةً یعنی اس نے ایسا طریقہ ایجاد کیا ہے جسے اس سے پہلے کسی نے نہیں کیا ہے۔

ابتداع و ایجاد کی دو قسمیں ہیں

۱- عادات میں ابتداع و ایجاد جیسے نئی نئی ایجادات۔ اور یہ جائز ہے، اس لئے کہ عادات میں اصل اباحت ہے۔

۲- دین میں نئی چیز ایجاد کرنا یہ حرام ہے اس لئے کہ دین میں اصل توقیف

ہے۔رسول اللہ ﷺ کا ارشاد فرمایا:

"جس کسی نے ہمارے دین میں کسی ایسی چیز کی ایجاد کی جو دین سے نہیں ہے تو وہ مردود ہے۔"

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ:

"جس نے کوئی ایسا کام کیا جو ہمارے دین کے طریقے پر نہیں ہے تو وہ مردود ہے۔"

بدعت کی قسمیں

دین میں بدعت کی دو قسمیں ہیں۔

پہلی قسم: ایسی بدعت جن کا تعلق قول واعتقاد سے ہے جیسے جہمیہ ،معتزلہ، رافضہ اور تمام گمراہ فرقوں کے اقوال واعتقادات۔

دوسری قسم: عبادتوں میں بدعت ،جیسے اللہ کی پرستش غیر مشروع عبادت سے کرنا اور اس کی چند قسمیں ہیں۔

پہلی قسم: نفس عبادت ہی بدعت ہو جیسے کوئی ایسی عبادت ایجاد کر لی جائے جس کی شریعت میں کوئی بنیاد اور اصل نہ ہو۔

مثلاً غیر مشروع روزہ یا غیر مشروع عیدیں جیسے عید میلاد وغیرہ۔

دوسری قسم: جو مشروع عبادت میں زیادتی کی شکل میں ہو جیسے ظہر یا عصر کی نماز میں پانچویں رکعت زیادہ کر دے۔

تیسری قسم: جو عبادت کی ادائیگی کے طریقوں میں ہو یعنی اسے غیر شرعی طریقے پر ادا کرے، جیسے مشروع اذکار و دعائیں اجتماعی آواز اور خوش الحانی سے ادا کرنا۔

اور جیسے اپنے آپ پر عبادت میں اتنی سختی برتنا کہ وہ سنت رسول اللہ ﷺ سے تجاوز کر جائے۔

چوتھی قسم: جو مشروع عبادت کسی ایسے وقت کی تخصیص کی شکل میں ہو جسے شریعت نے خاص نہ کیا ہو. جیسے پندرہویں شعبان کی شب وروز نماز وروزے کے ساتھ خاص کرنا کیونکہ نماز وروزے اصلاً مشروع ہیں لیکن کسی وقت کے ساتھ خاص کرنے کے لئے دلیل کی ضرورت ہے۔

بدعت کی تمام قسموں کا حکم دینی نقطۂ نظر سے

دین میں ہر بدعت حرام اور باعث ضلالت وگمراہی ہے اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

" دین کے اندر تمام نئی پیدا کی ہوئی چیزوں سے بچو کیونکہ ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

اور رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کی وجہ سے بھی:

"مَنْ أَحْدَثَ فِيْ أَمْرِ نَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ "

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ:

"مَنْ عَمِلَ عَمَلاً لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُ نَا فَهُوَ رَدٌّ "

تو یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ دین میں ایجاد شدہ نئی چیز بدعت ہی ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور وہ مردود ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ عبادات واعتقادات میں بدعتیں حرام ہیں لیکن یہ حرمت بدعت کی نوعیت کی اعتبار سے مختلف ہے۔

بعض بدعتیں صراحتاً کفر ہیں، جیسے صاحب قبر سے تقرب حاصل کرنے کے لئے قبروں کا طواف کرنا اور ان پر ذبیحے اور نذر و نیاز پیش کرنا، ان سے مرادیں مانگنا اور فریاد رسی کرنا۔

یا جیسے غالی قسم کے جہمیوں ومعتزلیوں کے اقوال۔

اور بعض بدعتیں وسائل شرک میں سے ہیں جیسے قبروں پر عمارتیں تعمیر کرنا اور وہاں نماز پڑھنا اور دعائیں مانگنا۔

بعض بدعتیں فسق اعتقادی ہیں جیسے خوارج خ قدریہ اور مرجیہ کے اقوال اور شرعی دلیلوں کے مخالف ان کے اعتقادات۔

اور بعض بدعتیں معصیت ونافرمانی کی ہیں جیسے شادی وبیاہ سے کنارہ کشی اور دھوپ میں کھڑے ہوکر روزہ رکھنے کی بدعت اور شہوت جماع ختم کرنے کی غرض سے خصی کرنے کی بدعت۔

تنبیہ

جس نے بدعت کی تقسیم اچھی اور بری بدعت سے کی ہے وہ غلطی وخطا پر ہے اور

رسول اللہ ﷺ کی حدیث " فَإِنَّ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلاَلَةٌ " کے برخلاف ہے۔

اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے تمام بدعتوں پر گمراہی کا حکم لگایا ہے اور یہ صاحب کہتے ہیں کہ ہر بدعت گمراہی نہیں بلکہ کچھ بدعتیں ایسی ہیں جو نیک ہیں، اچھی ہیں۔

حافظ ابن رجب نے اپنی کتاب جامع العلوم والحکم میں رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان" فَإِنَّ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلاَلَةٌ " کی شرح کرتے ہوئے کہا کہ آپ کا مذکورہ فرمان ان جامع کلمات میں سے ہے جن سے کوئی چیز خارج نہیں ہے وہ اصول دین میں ایک عظیم اصل ہے اور رسول اللہ ﷺ کے فرمان: "مَنْ أَحْدَثَ فِيْ أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ " کے مشابہ ہے، لہٰذا جس نے بھی کوئی نئی چیز ایجاد کی اور دین کی طرف اس کی نسبت کی اور دین میں اس کی کوئی اصل مرجع نہیں ہے تو وہ گمراہی ہے اور دین اس سے بری و الگ ہے خواہ وہ اعتقادی مسائل ہوں یا ظاہری و باطنی اعمال واقوال ہوں۔

اور بدعت حسنہ کہنے والوں کے پاس کوئی حجت و دلیل نہیں ہے سوائے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے تراویح" کے بارے میں اس قول کے کہ: نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ هٰذِهِ"

تو اس سے مراد لغوی بدعت ہے نہ کہ شرعی بدعت، پس شریعت میں جس کی اصل موجود ہے جس کی جانب رجوع کیا جا سکتا ہے تو جب اسے بدعت کہا جاتا ہے تو وہ لغوی بدعت مراد ہوتی ہے نہ کہ شرعی۔

اس لئے کہ شرعی طور پر بدعت وہ ہے جس کی شریعت میں کوئی اصل نہ ہو جس کی جانب رجوع کیا جا سکے اور قرآن کریم ایک کتاب کی شکل میں جمع کرنے کی اصل شریعت میں موجود ہے اس لئے کہ نبی کریم ﷺ قرآن کریم لکھنے کا حکم فرماتے تھے لیکن متفرق طور پر لکھا تھا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایک مصحف میں حفاظت کی غرض سے اکٹھا کیا۔

اور تراویح رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کو چند راتیں پڑھائیں اخیر میں فرض ہونے کے خوف سے جماعت سے پڑھنا چھوڑ دیا تھا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم برابر اللہ کے رسول ﷺ کی زندگی می اور وفات کے بعد الگ الگ گروپ میں پڑھتے رہے یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے دور خلافت میں ایک امام کے پیچھے تمام لوگوں کو جمع کر دیا جیسے نبی کریم ﷺ کے پیچھے پڑھتے تھے اور یہ دین کے اندر کوئی بدعت نہیں ہے۔

اور کتابت حدیث کی بھی شریعت میں اصل ہے اس لئے کہ نبی کریم ﷺ نے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بعض حدیثیں لکھنے کی اجازت مرحمت فرمائی تھی اور عمومی طور پر آپ کے زمانے میں اس کے لکھنے کی ممانعت اس ڈر سے کی کہ کہیں قرآن کے ساتھ خلط ملط نہ ہو جائے۔

لیکن جب آپ کی وفات ہوگئی تو یہ خطرہ ٹل گیا کیوں کہ قرآن کریم مکمل ہو گیا اور آپ کی وفات سے پہلے ہی محفوظ کر لیا گیا۔

تو اس کے بعد مسلمانوں نے سنت کو ضیاع سے بچانے کی غرض سے اس کی تدوین شروع کی۔

اللہ تعالیٰ انہیں اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے بہترین بدلہ دے اس لئے کہ انہوں نے اپنے رب کی کتاب اور نبی ﷺ کی سنت ضائع ہونے اور خلط ملط کرنیوالوں کے کھیل سے محفوظ رکھا۔

دوسری فصل

مسلمانوں کی زندگی میں بدعتوں کا ظہور اور اس کے اسباب

جماعت سے پڑھنا چھوڑ دیا تھا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم برابر اللہ کے رسول ﷺ کی زندگی می اور وفات کے بعد الگ الگ گروپ میں پڑھتے رہے یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے دور خلافت میں ایک امام کے پیچھے تمام لوگوں کو جمع کر دیا جیسے نبی کریم ﷺ کے پیچھے پڑھتے تھے اور یہ دین کے اندر کوئی بدعت نہیں ہے۔

اور کتابت حدیث کی بھی شریعت میں اصل ہے اس لئے کہ نبی کریم ﷺ نے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بعض حدیثیں لکھنے کی اجازت مرحمت فرمائی تھی اور عمومی طور پر آپ کے زمانے میں اس کے لکھنے کی ممانعت اس ڈر سے کی کہ کہیں قرآن کے ساتھ خلط ملط نہ ہو جائے۔

لیکن جب آپ کی وفات ہوگئی تو یہ خطرہ ٹل گیا کیوں کہ قرآن کریم مکمل ہو گیا اور آپ کی وفات سے پہلے ہی محفوظ کر لیا گیا۔

تو اس کے بعد مسلمانوں نے سنت کو ضیاع سے بچانے کی غرض سے اس کی تدوین شروع کی۔

اللہ تعالیٰ انہیں اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے بہترین بدلہ دے اس لئے کہ انہوں نے اپنے رب کی کتاب اور نبی ﷺ کی سنت ضائع ہونے اور خلط ملط کرنیوالوں کے کھیل سے محفوظ رکھا۔

دوسری فصل

مسلمانوں کی زندگی میں بدعتوں کا ظہور اور اس کے اسباب

اولاً: مسلمانوں کی زندگی میں بدعتوں کا ظہور اسکے تحت دو مسئلے ہیں۔

پہلا مسئلہ: بدعتوں کے ظہور کا وقت

شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے فرمایا کہ معلوم ہونا چاہئے کہ عام بدعتیں جن کا تعلق علوم وعبادات سے ہے یہ خلفائے راشدین کے آخری دور خلافت میں رونما ہوئیں جیسے کہ نبی کریم ﷺ نے اس کی خبر دی ہے آپ نے فرمایا:

"مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ مِنْ بَعْدِي فَسَيَرىٰ اخْتِلَافاً كَثِيْراً فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ مِنْ بَعْدِي۔"

"تم میں سے جو لوگ میرے بعد زندہ رہیں گے وہ بہت زیادہ اختلافات دیکھیں گے تو تم لوگ میری سنت اور میرے بعد خلفاء راشدین کی سنت کو لازم کرلو اور اسی پر جمے رہو۔"

تو سب سے پہلے اِنکار تقدیر، اِنکار عمل، تشیع اور خوارج کی بدعتیں ظاہر ہوئیں یہ بدعتیں دوسری صدی ہجری میں رونما ہوئیں جبکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم موجود تھے انہوں نے ان بدعتیوں پر گرفت کی۔

پھر اعتزال کی بدعت ظاہر ہوئی اور مسلمانوں میں طرح طرح کے فتنے ظاہر ہوئے۔

پھر خیالات میں اختلاف پیدا ہوا بدعات اور نفس پرستی کی جانب میلان ہوا۔

صوفیت اور قبروں پر تعمیر کی بدعتیں بہترین زمانوں کے گذر جانے کے بعد ظاہر ہوئیں اور ایسے ہی جوں جوں وقت گذرتا گیا قسم قسم کی بدعتیں بڑھتی رہیں۔

دوسرا مسئلہ: بدعتوں کے ظاہر ہونے کی جگہیں

اسلامی مما لک بدعتوں کے ظاہر ہونے میں مختلف ہیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے کہا ہے کہ: وہ بڑے بڑے شہر جہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سکونت اختیار کی اور جن سے علم وایمان کی قندیلیں روشن ہوئیں، پانچ ہیں۔

دونوں حرمین (یعنی مکہ والمدینہ) دونوں عراق (یعنی بصرہ وکوفہ) اور شام۔ انہیں جگہوں سے قرآن حدیث، فقہ وعبادت اور دیگر اسلامی امور کی کرنیں پھوٹیں اور بجز مدینہ نبویہ کے انہیں شہروں سے اعتقادی بدعتیں نکلیں۔

کوفہ سے شیعیت وارجاء کی ابتدا ہوئی جو بعد میں دیگر پھیلی اور بصرہ سے

قدریت واعتزال اور غلط وفاسد عبادتوں کا ظہور ہوا جو بعد میں دوسرے شہروں میں پھیلی اور شام ناصیت اور قدریت کا گڑھ تھا رہی جہمیت تو اس کا ظہور خراساں کی جانب سے ہوا اور یہ سب سے بری بدعت ہے۔

بدعتوں کا ظہور شہر نبوی سے دوری کے اعتبار سے ہوا اور جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد فرقہ بندی ہوئی تو حروری بدعت کا ظہور ہوا، لیکن مدینہ نبویہ ان بدعتوں کے ظہور سے محفوظ تھا اگرچہ وہاں بھی کچھ ایسے لوگ تھے جو دلوں میں بدعات چھپائے ہوئے تھے مگر اہل مدینہ کے نزدیک وہ ذلیل ورسوا تھے، کیونکہ مدینہ میں قدریہ وغیرہ کی ایک جماعت تھی لیکن یہ لوگ ذلیل ومغلوب تھے، اس کے برخلاف کوفہ میں شیعیت وارجاء خ بصرہ میں اعتزال وزاہدوں کی بدعتیں اور شام میں اہل بیت سے براءت کا اظہار تو یہ چیزیں ان مقامات پر ظاہر باہر تھیں۔

نبی کریم ﷺ سے صحیح حدیث میں ثابت ہے کہ دجال مدینہ میں داخل نہیں ہوگا، اور وہاں امام مالک کے شاگردوں کے زمانے تک علم وایمان ظاہر وغالب رہا اور یہ لوگ چوتھی صدی ہجری کے ہیں۔

رہے تین بہترین صدیوں کے زمانے تو ان میں مدینہ نبویہ میں قطعی طور پر کوئی بدعت ظاہر نہیں ہوئی تھی اور نہ ہی دین کے اعتقادی امور میں کوئی بدعت یہاں سے دوسرے شہروں کی طرح نکلی۔

ثانیاً: بدعتوں کے ظہور کے اسباب

بلا شبہ کتاب وسنت پر مضبوطی سے جمے رہنے ہی میں بدعت وگمراہی میں پڑنے سے نجات ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَأَنَّ هٰذَا صِرَاطِی مُسْتَقِيماً فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ ﴾ (سورۃ الانعام:۱۵۳)

"اور یہی میرا راستہ سیدھا ہے اسی کی پیروی کرو اور دیگر راستوں کی پیروی نہ کرو جو تمہیں اس کے راستے سے جدا کر دیں"

نبی کریم ﷺ نے اس کو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں واضح کر دیا ہے۔ آپ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمارے سامنے ایک لکیر کھینچی اور فرمایا کہ یہ اللہ کا راستہ ہے پھر اس کے دائیں و بائیں چند لکیریں کھینچی اور فرمایا یہ بہت سارے راستے ہیں اور ان میں سے ہر ایک راستے پر شیطان ہے جو اپنی جانب بلا رہا ہے پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿ وَأَنَّ هٰذَا صِرَاطِی مُسْتَقِيماً فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ ذٰلِكُمْ وَصَّاكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴾ (سورۃ الانعام:۱۵۳)

"اور یہ کہ یہ دین میرا راستہ ہے جو مستقیم ہے سو اس راہ پر چلو اور دوسری راہوں پر مت چلو کہ وہ راہیں تم کو اللہ کی راہ سے جدا کر دیں گی اس کا تم کو اللہ تعالیٰ نے تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم پرہیزگاری اختیار کرو۔"

پس جو بھی کتاب وسنت سے روگردانی کرے گا تو اسے گمراہ کن راستے اور نئی نئی

بدعتیں اپنی جانب کھینچ لیں گی بدعتوں کے ظہور کے اسباب کا خلاصہ درج ذیل امور میں پیش کیا جاتا ہے۔

دینی احکام سے لاعلمی و جہالت، خواہشات کی پیروی، آراء و اشخاص کیلئے عصبیت برتنا، کافروں کی مشابہت اختیار کرنا اور ان کی تقلید کرنا۔

ان کا اسباب کو قدرے تفصیل سے بیان کریں گے۔

پہلا سبب: دینی احکام سے لاعلمی و جہالت

جوں جوں زمانہ گذرتا گیا اور لوگ آثار رسالت سے دور ہوتے گئے، علم کم ہوتا رہا اور جہالت عام ہوتی گئی جیسا کہ اسکی خبر نبی کریم ﷺ نے اپنی اس حدیث میں دی ہے:

"تم میں سے زندہ رہنے والا شخص بہت سارے اختلافات دیکھے گا"

اور اپنے اس فرمان میں بھی:

"کہ اللہ تعالیٰ علم بندوں سے چھین کر نہیں ختم کرے گا بلکہ علماء کو ختم کر کے علم ختم کرے گا یہاں تک کہ جب کسی عالم کو زندہ نہیں چھوڑے گا تو لوگ جاہلوں کو رؤسا بنالیں گے اور یہ لوگ مسئلہ پوچھے جانے پر بغیر علم کے فتویٰ دیں گے تو خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔"

تو علم اور علماء ہی بدعت کا منہ توڑ جواب دے سکتے ہیں اور جب علم و علماء ہی کا فقدان ہو جائے تو بدعت کے پھلنے پھولنے اور بدعتیوں کے سرگرم ہونے کے مواقع

میسر ہو جاتے ہیں۔

دوسرا سبب: خواہشات کی پیروی

جو کتاب وسنت سے اعراض کرے گا وہ اپنی خواہشات کی پیروی کرے گا جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَإِنْ لَّمْ يَسْتَجِيْبُوا لَكَ فَاعْلَمْ أَنَّمَا يَتَّبِعُونَ أَهْوَاءَهُمْ وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوَاهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللَّهِ﴾ (سورۃ القصص: 50)

"اگر یہ تیری نہ مانیں تو تو یقین کرلے کہ یہ صرف اپنی خواہش کی پیروی کر رہے ہیں اور اس سے بڑھ کر بہکا ہوا کون ہے؟ جو اپنی خواہش کے پیچھے پڑا ہوا ہو بغیر اللہ کی رہنمائی کے۔"

اور فرمایا:

﴿أَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ وَأَضَلَّهُ اللَّهُ عَلَىٰ عِلْمٍ وَخَتَمَ عَلَىٰ سَمْعِهِ وَقَلْبِهِ وَجَعَلَ عَلَىٰ بَصَرِهِ غِشَاوَةً فَمَن يَهْدِيهِ مِن بَعْدِ اللَّهِ﴾ (سورۃ الجاثیۃ: ۲۳)

" کیا آپ نے اسے بھی دیکھا جس نے اپنی خواہش نفس کو اپنا معبود بنا رکھا ہے اور باوجود سمجھ بوجھ کے اللہ نے اسے گمراہ کر دیا ہے اور اس کے کان اور دل پر مہر لگا دی ہے اور اس کی آنکھ پر بھی پردہ ڈال دیا ہے، اب ایسے شخص کو اللہ کے بعد کون ہدایت دے سکتا ہے۔"

اور یہ بدعتیں خواہشات کی پیداوار ہیں۔

تیسرا سبب۔مخصوص لوگوں کی رائے کیلئے تعصب برتنا

کسی کی رائے کی طرف داری کرنا یہ انسان اور دلیل کی پیروی ومعرفت حق کے درمیان بہت بڑی رکاوٹ ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَآ أَنزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ أَلْفَيْنَا عَلَيْهِ ءَابَآءَنَا ﴾ (سورۃ البقرۃ:170)

"اوران سے جب کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اتاری ہوئی کتاب کی تابعداری کروتو جواب دیتے ہیں کہ ہم تو اس طریقے کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے۔"

اورآج کل یہی حالت متعصبین کی ہے خواہ وہ مذہب وصوفیت کے بعض پیروکار ہوں یا قبوری حضرات جب انہیں کتاب وسنت کی پیروی اوران دونوں کی مخالف چیزوں کو چھوڑنے کو کہا جاتا ہے تو یہ حضرات اپنے مذاہب، مشائخ اورآباؤ واجداد کو دلیل بناتے اوربطور حجت پیش کرتے ہیں

چوتھا سبب: کافروں سے مشابہت اختیار کرنا

کافروں سے مشابہت سب سے زیادہ بدعتوں میں مبتلا کرنیوالی چیزوں میں سے ہے جیسا کہ ابو واقد اللیثی کی حدیث میں ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ حنین کی طرف نکلے اور ہمارے کفر کا زمانہ ابھی قریب ہی تھا مشرکوں کے لئے ایک بیری کا درخت تھا جہاں یہ لوگ ٹھہرتے تھے اورجس کے ساتھ اپنے ہتھیار

لٹکاتے تھے جسے ذات انواط کہا جاتا تھا، تو ہمارا گذر بیروی کے پاس سے ہوا ہم لوگوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ ہمارے لئے بھی ذات انواط بنا دیجئے جیسا کہ ان کیلئے ذات انواط ہے، رسول اللہ ﷺ نے تعجب کرتے ہوئے اللہ اکبر، یہی سنتیں ہیں کہا، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم لوگوں نے ویسے ہی کہا ہے جیسے کہ بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ سے کہا تھا:

﴿ اجْعَلْ لَّنَا اِلٰهاً كَمَا لَهُمْ آلِهَةٌ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ﴾ (سورۃ الأعراف: ۱۳۸)

"ہمارے لئے بھی ایک معبود ایسا ہی مقرر کر دیجئے جیسے ان کے یہ معبود ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ واقعی تم لوگوں میں بڑی جہالت ہے۔"

تم لوگ اپنے سے پہلے لوگوں کے طریقے ضرور اختیار کروگے۔

اس حدیث میں واضح بیان ہے کہ کفار کی مشابہت ہی بنی اسرائیل اور بعض صحابہ کو اس بات پر ابھارا کہ وہ اپنے نبی سے ایسا غلط مطالبہ کریں کہ وہ ان کے لئے اللہ کو چھوڑ کر ایک ایسا معبود مقرر کر دیں جس کی وہ پرستش کریں اور اس سے تبرک حاصل کریں۔

اور یہی آج حقیقت میں ہو رہا ہے اسلئے کہ اکثر مسلمان نے شرک وبدعت کے ارتکاب میں کافروں کی روش اپنائی ہوئی ہے جیسے برتھ ڈے منانا، مخصوص اعمال کے لئے دنوں اور ہفتوں کی تعین، یادگاری چیزوں اور دینی مناسبتوں سے جلسے جلوس

منعقد کرنا، یادگاری تصویریں ومجسمے قائم کرنا، ماتم کی محفلیں منعقد کرنا، جنازے کی بدعتیں اور قبروں پر تعمیر وغیرہ۔

تیسری فصل

بدعتیوں کے سلسلے میں امت مسلمہ کا موقف اور ان کی تردید میں اہل سنت وجماعت کا طریقہ کار

بدعتیوں کے سلسلے میں اہل سنت وجماعت کا موقف:

اہل سنت وجماعت ہمیشہ سے بدعتیوں کی تردید اور ان کی بدعتوں پر نکیر کرتے رہے ہیں اور انہیں اسے کرنے سے منع کرتے رہے ہیں، اس کی چند مثالیں آپ کے سامنے پیش کی جارہی ہیں۔

۱- ام درداء رضی اللہ عنہا سے روایت ہیں وہ کہتی ہیں کہ ابو درداء میرے پاس

غصے کی حالت میں آئے ، میں نے پوچھا کیا بات ہے؟ انہوں نے کہا کہ اللہ کی قسم ان لوگوں میں محمد ﷺ کے دین سے کچھ نہیں جانتا ہوں سوائے اس کے کہ یہ تمام لوگ نماز پڑھتے ہیں۔

۲- عمرو بن یحیٰی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہم لوگ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے دروازے پر صبح کی نماز سے پہلے بیٹھے ہوئے تھے کہ جب وہ باہر نکلیں تو ہم سبھی لوگ ان کے ساتھ مسجد چلیں ، اتنے میں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ آئے اور کہا کہ کیا ابھی تک ابوعبدالرحمٰن نہیں نکلے؟ ہم نے کہا کہ نہیں تو وہ بھی ان کے نکلنے تک بیٹھ گئے جب وہ نکلے تو ہم سبھی لوگ کھڑے ہو گئے ابوموسیٰ نے کہا اے ابوعبدالرحمٰن میں نے ابھی مسجد میں ایک ایسی چیز دیکھی ہے جو مجھے بہت ناگوار گذری اور الحمد للہ خیر ہی دیکھی ہے انہوں نے پوچھا وہ کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ اگر رہیں گے تو آپ بھی دیکھ لیں گے ، انہوں نے کہا میں نے مسجد میں کچھ لوگوں کو حلقہ لگا کر بیٹھے ہوئے دیکھا وہ نماز کی انتظار میں تھے ہر حلقے میں ایک آدمی تھا اور ان کے ہاتھ میں کنکریاں تھیں جب وہ کہتا کہ سو بار اللہ اکبر کہو تو سب لوگ سو بار اللہ اکبر کہتے اور جب وہ کہتا کہ سو بار لا إلہ إلا اللہ کہو تو سو بار لا إلہ إلا اللہ کہتے ، جب وہ کہتا کہ سو مرتبہ سبحان اللہ کہو تو وہ سو مرتبہ سبحان اللہ کہتے - انہوں نے کہا کیوں نہیں تم نے انہیں اپنی گناہوں کو شمار کرنے کو کہا اور تم ضمانت لے لیتے کہ تمہاری کوئی نیکی ضائع نہیں ہوگی -

پھر وہ چلے ہم بھی ان کے ساتھ چل پڑے یہاں تک کہ ان حلقوں میں سے ایک حلقے کے پاس کھڑے ہوئے اور کہا یہ کیا میں تمہیں کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ اے ابوعبدالرحمٰن کنکریاں ہیں جن سے ہم تکبیر وتہلیل، تسبیح اور تحمید کا شمار کرتے ہیں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا تم لوگ اپنی اپنی خطائیں شمار کرو میں تمہارے لئے اس بات کی ضمانت لیتا ہوں کہ تمہاری کوئی نیکی برباد نہیں ہوگی - اے امت محمد تمہاری تباہی و بربادی ہو کتنی جلدی تمہاری ہلاکت آ گئی یہ صحابہ کرام کی جماعت موجود ہے، یہ نبی کریم ﷺ کے کپڑے ابھی بوسیدہ نہیں ہوئے اور نہ ہی آپ کے برتن ٹوٹے -

اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کیا تم لوگ ایسے طریقے پر ہو جو محمد ﷺ کے طریقے سے زیادہ بہتر ہے یا گمراہی کے دروازے کھولنے والے ہو-

تو ان لوگوں نے کہا کہ اللہ کی قسم! اے ابوعبدالرحمٰن ہمارا مقصد صرف خیر کا ہی ہے انہوں نے کہا کہ کتنے خیر کے متلاشی اسے ہرگز نہیں پا سکتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ہم کو ایک حدیث سنائی کہ

ایک قوم قرآن مجید پڑھے گی لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا اور اللہ کی قسم مجھے معلوم نہیں ہے ہوسکتا ہے کہ وہ زیادہ تر تمہیں میں سے ہوں یہ کہہ کر وہاں سے واپس چلے گئے-

عمرو بن سلمہ کہتے ہیں کہ ہم نے انہیں نہروان کے دن دیکھا کہ وہ خوارج کے

ساتھ ہم سے نیزہ زنی کر رہے تھے۔

۳۔ ایک آدمی حضرت امام مالک بن انس رحمہ اللہ کے پاس آ کر کہنے لگا کہ میں کہاں سے احرام باندھوں؟ تو آپ نے جواب دیا کہ اس میقات سے جو رسول اللہ ﷺ نے مقرر کی ہے وہاں سے احرام باندھو، آدمی نے کہا اگر اس سے دور سے احرام باندھوں تو؟ امام مالک نے کہا کہ یہ میں اچھا نہیں سمجھتا تو اس آدمی نے کہا کہ اس میں آپ کیا برا سمجھتے ہیں؟ انہون نے کہا کہ تمہارے فتنے میں پڑنے کا مجھے خوف ہے، اس آدمی نے کہا کہ خیر کے زیادہ چاہنے میں فتنہ ہوسکتا ہے تو امام مالک نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ (سورۃ النور:۶۳)

سنو جو لوگ حکم رسول ﷺ کے مخالف کرتے ہیں انہیں ڈرتے رہنا چاہئیے کہ کہیں ان پر کوئی زبردست آفت نہ آ پڑے یا انہیں دردناک عذاب نہ پہنچے۔

اور کونسا فتنہ اس سے بڑا ہوسکتا ہے کہ تم نے اپنے آپ کو ایسے فعل کے ساتھ خاص کیا جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خاص نہیں تھا۔

یہ چند نمونے ہیں اور اللہ کے فضل و کرم سے ہر زمانے میں علماء کرام بدعتیوں کی نکیر کرتے رہے ہیں۔

بدعتیوں کی تردید میں اہل سنت و جماعت کا طریقہ کار

اس سلسلے میں ان کا طریقہ کتاب وسنت پر مبنی ہے اور یہی طریقہ مقنع اور مسکت ہے وہ اس طرح کہ بدعتیوں کے شبہات پیش کرنے کے بعد اس کا توڑ پیش کرتے ہیں اور سنتوں پر کاربند رہنے، بدعات ومحدثات سے باز رہنے کی وجوب پر کتاب وسنت سے دلیلیں پیش کرتے ہیں اور اسی سلسلے میں بیشمار کتابیں تالیف کی ہیں اور ایمان وعقیدہ کے باب میں شیعہ، خوارج، جہمیہ، معتزلہ اور اشاعرہ کے مبتدعانہ اقوال پر کتب عقید میں تردید کی ہیں-

اور اس بارے میں خاص تالیفات بھی کی ہیں جیسا ک امام احمد نے جہمیہ کی تردید میں کتاب تالیف کی ہے اور دیگر ائمہ جیسے عثمان بن سعید الدارمی اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ، آپ کے شاگرد علامہ ابن القیم اور شیخ الاسلام محمد بن عبدالوھاب وغیرہم نے ان تمام فرقوں نیز قبوریوں اور صوفیوں کی تردید میں کتابیں لکھیں-

البتہ خاص بدعتیوں کی تردید میں کتابیں تو وہ بہت زیادہ ہیں ان میں چند کا ذکر بطور مثال کیا جاتا ہے-

پرانی کتابوں میں سے

۱- امام شاطبی کی کتاب: الاعتصام

۲- شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی کتاب: اقتضاء الصراط المستقیم جس کا بہت بڑا حصہ بدعتیوں کی رد پر مشتمل ہے-

۳- ابن وضاح کی کتاب انکار البدع والحوادث

۴-طرطوشی کی کتاب: الحوادث والبدع

۵-ابوشامہ کی کتاب: الباعث علی انکار البدع والحوادث

۶-شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی کتاب: منہاج السنۃ النبویہ فی الرد علی الرافضۃ والقدریۃ

جدید کتابوں میں سے

۱-شیخ علی بن محفوظ کی کتاب: الابداع فی مضار الابتداع

۲-شیخ محمد بن احمد الشقیری الحوامدی کی کتاب: السنن والمبتدعات المتعلقۃ بالاذکار والصلوٰت

۳-سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن باز کی کتاب: التحذیر من البدع

اور الحمد للہ مسلسل مسلم علماء کرام بدعتوں پر نکیر کرتے اور بدعتیوں تردید روزنامے وماہ نامے اخبار وپرچے، ریڈیو، ٹیلی ویژن وجمعہ کے خطبوں، ندوات وتقریروں میں کرتے رہتے ہیں۔ جس کا مسلمانوں کو دینی تحفظ فراہم کرنے، بدعتیوں کو ختم کرنے میں بہت اہم کردار واثر رہتا ہے۔

چوتھی فصل

عصر حاضر کی بدعتوں کے چند نمونے

دور حاضر کی بدعتیں تاخر زمانہ قلت علم، بدعات وخرافات کی طرف دعوت دینے والوں کی کثرت اور بمصداق فرمان رسول اللہ ﷺ:

لَتَتَّبِعُنَّ سَنَنَ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ

عادات وتقالید میں کفار سے مشابہت سرایت کر جانے کی وجہ سے بہت زیادہ ہیں

انہیں بدعتوں میں سے چند درج ذیل ہیں۔

۱۔محفل میلاد النبی ﷺ۔

۲۔مقامات،نشانات اور مردوں وغیرہ سے تبرک حاصل کرنا۔

۳۔عبادات اور تقرب الی اللہ کی بدعتیں۔

۱۔ربیع الاول میں میلاد النبی کی مناسبت سے جشن منانا

اور اسی میں سے محفل میلاد النبی منعقد کر کے نصاریٰ کی مشابہت اختیار کرنا ہے، نادان مسلمان یا گمراہ کن علماء رسول اللہ ﷺ کی پیدائش کی مناسبت سے ہر سال ربیع الاول میں محفلیں منعقد کرتے ہیں،بعض اس محفل کا انعقاد مسجدوں میں کرتے ہیں اور بعض گھروں یا اس غرض سے بنی مخصوص جگہوں میں کرتے ہیں،جس میں عوام کی ایک بڑی تعداد حاضر ہوتی ہے اور یہ کام نصاریٰ کی مشابہت میں کرتے ہیں اس لئے کہ

انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کی محفل میلاد کی بدعت ایجاد کی ہے- اور اکثر و بیشتر یہ محفلیں بدعت اور نصاریٰ کی مشابہت کے ساتھ شرکیات ومنکرات سے بھی خالی نہیں ہوتیں جیسے ان قصیدوں کا پڑھنا جس میں اللہ کو چھوڑ کر رسول اللہ ﷺ کو پکارنے اور آپ ﷺ سے فریاد رسی کرنے کی حد تک غلو ہو جبکہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی مدح میں غلو کرنے سے منع فرمایا ہے- آپ ﷺ کا فرمان ہے:

تم لوگ میرے بارے میں غلو مت کرو جیسا کہ نصاریٰ نے ابن مریم کے سلسلے میں غلو کیا ہے بلکہ میں ایک بندہ ہوں تو تم لوگ اللہ کا بندہ اور اسکا رسول ہی کہو-

الاطراء کے معنی ہیں مدح میں غلو وحد سے تجاوز کرنا-

اور بسا اوقات ان لوگوں کا یہ بھی اعتقاد ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان محفلوں میں حاضر ہوتے ہیں-

ان محفلوں میں اجتماعی شکل میں خوش الحانی سے گانے، ڈھول بجانے، اس کے علاوہ صوفیاء کے ایجاد کردہ ورد کرنے کی دیگر برائیاں بھی ہوتی ہیں-

اور کبھی کبھی ان محفلوں میں مردوں عورتوں کا اختلاط بھی ہوتا ہے جو فتنے کا باعث ہوتا ہے اور بدکاری میں ملوث ہونے کا داعی بن جاتا ہے-

حتیٰ کہ یہ محفلیں اگر ممنوعہ چیزوں سے خالی بھی ہوں اور صرف اجتماع، کھانے پینے اور خوشی کے اظہار پر ہی مبنی ہوں جیسا کہ ان لوگوں کا کہنا ہے تب بھی یہ ایک نئی ایجاد کردہ بدعت ہے-

اور دین میں نئی ایجاد کی ہوئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

نیز یہ اس کی ترقی کا وسیلہ ہے جس میں وہی برائیاں پیدا ہوں گی جو دیگر محفلوں میں ہوا کرتی ہیں۔

اور ہم نے اس کو بدعت کہا ہے اس لئے کہ قرآن وحدیث میں اس کی کوئی دلیل واصل نہیں ہے اور نہ ہی سلف صالحین کے عمل سے ثابت ہے اور نہ ہی اس کا وجود بہترین زمانوں میں تھا، اسکا وجود تاخیر سے چوتھی صدی ہجری کے بعد ہوا، فاطمی شیعوں نے اس کی ایجاد کی۔

امام ابوحفص تاج الدین فاکہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مبارکیوں کی ایک جماعت نے اس اجتماع کے بارے میں بار بار یہ سوال کیا ہے جسے بعض لوگ ماہ ربیع الاول میں میلاد النبی کے نام سے کرتے ہیں تو کیا دین میں اس کی کوئی اصل ہے؟ جس کے بارے انہوں نے واضح جواب طلب کیا ہے۔

تو اللہ کی توفیق سے میں نے جواب میں کہا: کتاب وسنت میں اس میلاد کی مجھے کوئی دلیل معلوم نہیں ہے اور نہ ہی اسے منعقد کرنا امت کے ان علماء میں سے کسی سے نقل کیا جاتا ہے جو دین میں قدوہ ہیں اور متقدمین کے نقش قدم پر چلنے والے ہیں بلکہ یہ ایک ایسی بدعت ہے جسے بیکار لوگوں نے ایجاد کیا ہے اور ایک خواہش نفس ہے جس سے حرام خور مالدار ہو گئے۔

اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اور ایسے ہی وہ چیزیں ہیں جو

بعض لوگ گھڑ کر مناتے ہیں یا میلاد عیسیٰ علیہ السلام میں نصاریٰ کی مشابہت کرتے ہوئے اور یا نبی ﷺ کی محبت اور تعظیم میں آپ کی عید مناتے ہیں، حالانکہ آپ کی تاریخ پیدائش میں لوگوں کا اختلاف ہے کیونکہ اسے سلف کرام نے نہیں کیا ہے اگر اس کا کرنا محض خیر ہوتا یا کرنا راجح ہوتا تو سلف صالحین رضی اللہ عنہم ہم سے زیادہ اس کے حقدار ہوتے، کیونکہ وہ لوگ ہم سے زیادہ نبی کریم ﷺ سے محبت اور تعظیم کرنے والے تھے اور وہ لوگ خیر کے زیادہ حریص تھے اور نبی کریم ﷺ کی محبت اور تعظیم آپ کی متابعت وفرمانبرداری، نیز آپ کے حکم کی پیروی، آپ کی سنت کے احیاء ظاہری اور باطنی طور پر، آپ کی دعوت کی عام کرنے اور اس پر دل، ہاتھ اور زبان سے جہاد کرنے ہی میں ہے، کیونکہ یہی طریقہ مہاجرین وانصار کے سابقین اولین کا ہے اور ان لوگوں کا بھی ہے جنہوں نے اچھائی کے ساتھ ان کی پیروی کی۔

اور اس بدعت کے انکار میں نئی اور پرانی کتابیں ورسائل لکھی گئیں اور یہ بدعت ومشابہت ہونے کے ساتھ ساتھ دیگر میلادوں کے قائم کرنے کی طرف لے جاتی ہے، جیسے ولیوں، مشائخ اور بڑے بڑے قائدین کی میلاد منعقد کرنا جس سے بہت زیادہ برائیوں کے دروازے کھلیں گے۔

۲۔ مقامات، نشانات اور زندہ ومردہ آدمیوں سے تبرک حاصل کرنا۔

تبرک کا معنی ہے برکت طلب کرنا اور کسی چیز میں بھلائی، بھلائی زیادتی ثابت ہونے کو برکت کہتے ہیں، اچھائی اور اس کی زیادتی اس سے طلب کی جاسکتی ہے جو

اس کا مالک اوراس پر قادر ہواور وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے-

وہی برکت نازل کرتا ہے اور اسے برقرار رکھتا ہے، رہا مخلوق تو وہ برکت عطا کرنے اور اس کے ایجاد کرنے پر قدرت نہیں رکھتا ہے اور نہ ہی اس کے باقی و برقرار رکھنے پر ہی قادر ہے-

لہٰذا جگہوں ،نشانیوں اور زندہ ومردہ آدمیوں سے تبرک حاصل کرنا جائز نہیں ہےاس لئے کہ اگر وہ یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ یہ چیز برکت عطا کرسکتی ہےتو وہ شرک ہے، اوراگراس اعتقاد سے کرتا ہے کہ اس کی زیارت ،اسے چھونا اور چھوکر مسح کرنا اللہ کی طرف سے حصول برکت کے سبب ہیں تو شرک کا وسیلہ ہیں-

اور رہی یہ بات کہ صحابہ کرام نبی کریمﷺ کے بال ،آپ کے تھوک ،اور آپ کے جسم سے علیحدہ ہونے والی چیزوں سے تبرک حاصل کرتے تھےتو یہ آپ کی زندگی میں آپ کے ساتھ خاص ہے-جس کی دلیل یہ ہے کہ صحابہ کرام آپ کے کمرے اور آپ کے مرنے کے بعد آپ کی قبر سے تبرک نہیں حاصل کرتے تھےاور نہ ہی تبرک کی غرض سے نماز کی جگہوں اور آپﷺ کے بیٹھنے کی جگہوں کا قصد وارادہ کرتے تھے اور ایسے ہی اولیاء کی جگہوں کا بدرجہ اولیٰ قصد نہیں کرتے تھےاور نہ ہی وہ لوگ افضل صحابہ میں سے نیک لوگوں جیسے ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما وغیرہ سے زندگی میں اور نہ ہی موت کے بعد برکت حاصل کرتے تھے اور نہ نماز اور دعا کے لئے غار حرا کا رخ کرتے تھے ،اور نہ اس غرض سے جبل طور جس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ

السلام سے کلام کیا یا ان جگہوں کے علاوہ ان پہاڑوں پر جاتے تھے جنہیں کہا جاتا ہے کہ نبیوں وغیرہ کے مقامات ہیں اور نہ ہی کسی ایسے مشہد کا رخ کرتے تھے جو نبیوں میں سے کسی نبی کے نشان پر بنایا گیا ہے نیز وہ جگہ جہاں آپ مدینہ میں ہمیشہ نماز پڑھتے تھے، سلف صالحین میں سے کوئی اسے ہاتھ لگاتا تھا اور نہ اسے بوسہ دیتا تھا اور نہ ہی مکہ وغیرہ میں اس جگہ جہاں آپ نے نماز پڑھی ہے۔

تو جب یہ جگہیں جس پر آپ اپنے مبارک قدموں سے چلتے ہیں اور جہاں نمازیں پڑھیں، آپ کی امت کے لئے اسے چھونا یا بوسہ دینا مشروع نہیں تو پھر ان مقامات وجگہوں کے ساتھ کیسے جائز ہوسکتا ہے جہاں آپ کے غیر نے نماز پڑھی ہے یا اس پر سوئے ہیں۔

ان چیزوں میں سے کسی بھی چیز کو چھونا و بوسہ دینا علماء کرام دین اسلام کے یقینی چیزوں میں سے جانتے ہیں کہ محمد ﷺ کی لائی ہوئی شریعت سے نہیں ہیں۔

۳-قربت الٰہی اور عبادات کی بدعتیں:

اس زمانے میں عبادتوں میں جو بدعتیں ایجاد کی گئی ہیں بہت زیادہ ہیں، اس لئے کہ عبادات کے اندر توقیف ہی اصل ہے، تو اس میں کوئی چیز بغیر دلیل مشروع نہیں ہوسکتی ہے اور جس چیز پر کوئی دلیل نہ ہو تو وہ بدعت ہے اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

جس نے کوئی ایسا کام کیا جو ہمارے دین پر نہیں ہے تو وہ مردود ہے۔

اور آج کل کی جانے والی عبادتیں جن کی کوئی دلیل نہیں ہے بہت زیادہ ہیں، انہی بدعتوں میں سے نماز کے لئے بلند آواز سے نیت کرنا، جیسے یہ کہنا کہ ایسے ایسے نماز اللہ کے لئے پڑھنے کی نیت کرتا ہوں اور یہ بدعت ہے، اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کی سنت نہیں ہے اور اس لئے بھی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿قُلْ أَتُعَلِّمُونَ اللَّهَ بِدِينِكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوَاتِ وَمَا فِي الأَرْضِ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾ (سورۃ الحجرات:١٦)

کہہ دیجئے کہ کیا تم اللہ کو اپنی دینداری سے آگاہ کر رہے ہو اللہ ہر اس چیز سے جو آسمانوں میں اور زمین میں ہے بخوبی آگاہ ہے اور اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

اور نیت کی جگہ دل ہے اور یہ قلبی کام ہے نہ کہ زبان سے کہنے کا ہے۔ اور انہی بدعتوں میں سے نماز کے بعد ایک ساتھ مل کر ذکر واذکار کرنا اس لئے کہ مشروع یہ ہے کہ ہر آدمی وارد ذکر تنہا تنہا کرے۔

انہی میں سے مردوں کے لئے دعا کے بعد اور مناسبتوں میں فاتحہ خوانی کرانا۔

اور انہی بدعتوں میں سے اموات پر محفل ماتم منعقد کرنا، کھانا تیار کروانا اور اجرت پر قرآن خوانی کرانا، اس خیال سے کہ یہ تعزیت میں سے ہے یا یہ کہ میت کے لئے نفع بخش ہے حالانکہ یہ سب بدعت ہیں، جس کی کوئی اصل نہیں ہے اور ایسی مشقتیں اور بیڑیاں ہیں جن کی اللہ تعالیٰ نے کوئی دلیل نہیں اتاری ہے۔

اور انہی میں سے دینی مناسبتوں سے جیسے اسراء ومعراج کی مناسبتھ ہجرت نبوی

کی مناسبت سے جلسے جلوس کی محفلیں منعقد کرنا بھی ہے، جب کہ ان مناسبتوں سے محفلیں منعقد کرنے کی شرعی طور پر کوئی دلیل نہیں ہے۔

ماہ رجب میں جو رجبی عمرہ کیا جاتا ہے اور اس مہینے میں جو خاص عبادتیں کی جاتی ہیں جیسے نفلی نماز پڑھنا، نفلی روزے رکھنا، ان سب کا شمار بدعت میں ہے کیونکہ اس مہینے کی دیگر مہینوں پر عمرہ، روزہ، نماز اور قربانی وغیرہ کے لئے کوئی فضلیت وخوبی ثابت نہیں ہے۔

اور اسی میں سے صوفیوں کے انواع واقسام کے اذکار ہیں جو تمام کے تمام بدعت وگڑھی ہوئی چیزیں ہیں اس لئے کہ یہ اپنے الفاظ، طریقے اور اوقات میں شرعی اذکار کے مخالف ہیں۔

اور اسی میں سے ہے ماہ شعبان کے پندرہویں رات کو قیام کے ساتھ اور دن روزے کے ساتھ خاص کرنا، اس لئے کہ نبی کریم ﷺ سے کوئی ایسی چیز ثابت نہی ہے جو اس دن کے ساتھ مخصوص ہو، اور اسی میں قبروں پر عمارتوں کی تعمیر، نیز اسے مسجد بنانا اور تبرک کی غرض سے اس کی زیارت کرنا، مردوں کو وسیلہ بنانا اور اس کے علاوہ دیگر شرکیہ مقاصد ہیں۔

اور عورتوں کا قبروں کی زیارت کرنا بھی بدعت ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں اور قبروں کو مسجد بنانے والوں، چراغ روشن کرنے والوں پر لعنت بھیجی ہے۔

حرف آخر

اخیر میں عرض ہے کہ بدعتیں کفر کی ڈاک ہیں اور یہ ایک ایسے دین کی زیادتی ہے جسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے مشروع نہیں کیا ہے، بدعت گناہ کبیرہ سے زیادہ بری چیز ہے اور شیطان بدعت سے گناہ کبیرہ کی بنسبت زیادہ خوش ہوتا ہے اس لئے کہ گنہگار گناہ کرتے ہوئے یہ جانتا ہے کہ یہ گناہ ہے تو اس سے توبہ کرسکتا ہے اور بدعتی بدعت کرتے وقت یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ یہ دینی چیز ہے جس سے اللہ کا قرب حاصل کیا جاسکتا ہے تو اس سے توبہ نہیں کرتا۔

اور بدعتیں سنتوں کا خاتمہ کردیتی ہیں اور بدعتیوں کے نزدیک سنت پر عمل اور اہل سنت کو مبغوض و ناپسندیدہ کردیتی ہیں اور بدعت اللہ سے دور کرکے اس کے غضب وعقاب کو لازم کردیتی ہے اور دلوں کی کجی اور خرابی کا سبب بنتی ہے۔

بدعتیوں سے کیسا سلوک کیا جائے:

بدعتیوں کے پاس آنا جانا، ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا حرام ہے ہاں اگر مقصد ان کو نصیحت کرنا اور ان کے اس فعل پر نکیر ہو، تو جائز ہے۔

اس لئے کہ بدعتی سے ملنا جلنا ملنے والے پر بہت برا اثر چھوڑتی ہے جس کی

برائیاں دوسروں کوبھی اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہیں۔

اور جب انہیں بدعت سے روکنے اور گرفت کرنے کی طاقت نہ ہوتو ان سے اوران کی برائیوں سے ڈرانا ضروری ہے۔

اورممکن ہونے کی صورت میں مسلم علماء کرام اوران کے اولی الأمر پران کی گرفت کرنا، ان کی برائیوں سے انہیں باز رکھنا اورانہیں بدعتوں سے روکنا واجب ہے، اسلئے کہ اسلام پران کے خطرات بہت سخت ہیں۔

پھر یہ جاننا ضروری ہے کہ کافرمما لک بدعت کی نشرواشاعت میں بدعتیوں کی ہمت افزائی کرتے ہیں نیز مختلف طریقوں سےان کی مدد کرتے ہیں۔

اس لئے کہ اس میں اسلام کا خاتمہ ہےاوراس کی صورت دوسروں کی نظرمیں بگاڑنا مقصد ہے۔

اللہ تعالیٰ سے ہم سوال کرتے ہیں کہ وہ اپنے دین کی مدد فرمائے اوراپنے کلمے کو بلند کرےاوردشمنوں کورسوا کرے۔

وصلی اللہ علی نبینا محمد وآلہ وصحبہ أجمعین۔

فہرست

الفهرس

الموضوع

الصفحة